رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

نمبر ۲ | قادیان دار الامن والامان مورخہ ۱۴ ؍ جنوری سنہ ۱۸۹۹ | جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سید نا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں - چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سید نا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجاویں - یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں - اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوجایا کریں - اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ ؏ فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہوسکتا ہے اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپکر مفت تقسیم کیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہوجایا کرے - اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سید نا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں - اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں - پوری تعداد درخواستیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے - مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو -

---

اپنے بھائیوں کیلئے
بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو - یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو فوراً واپس کردو - اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا - ؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی -

۱ - زیورات چاندی و سونا ہر قسم - صرف دس آنہ سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی -

۲ - ریشمی ازار بند پراندے - سیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کی - ازار بند ۱۲ سے لیکر ۵ روپیہ تک - پراندے ۴ سے لیکر ۵ روپیہ تک - سیج بند ۲ روپیہ سے لیکر ۲۰ روپیہ تک -

۳ - زیورات میں ڈوسے جس قسم کے چاہیں ڈالدئیے جائیں گے -

۴ - دریائی کا کام ہر ایک قسم کا -

۵ - ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے لو روانہ ہوسکے گی -

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں - یہ باہمی فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے - درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو - درخواستیں اس پتہ پر آئیں -

غلام محمد و الٰہ بخش علاقہ بند
احمدی ایجینسی
کٹرہ بگھ سنگھ ہاتھی دروازہ **امرتسر - پنجاب**

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشتہار ضروری متعلق فتویٰ کفر شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ مولوی عبد الحق غزنوی اور مولوی عبد الجبار غزنوی اور مولوی سید نذیر حسین دہلوی وغیرہ نے ایک استفتا پر اپنے دستخط اور مہریں کرکے یہ فتویٰ دیا تھا کہ جو شخص مہدی موعود کے آنے کی حدیثوں کو جو قریش میں سے ظاہر ہوگا اور ظاہری اور باطنی خلافت سے سرفراز ہوگا وہ جہنمی اور کافر اور کذاب اور مفتری اور اہل سنت سے خارج اور ضال اور مضل ہے اور یہ فتویٰ مولوی محمد حسین بٹالوی کی نسبت تھا کیونکہ اس نے حال میں انگریزی میں ایک رسالہ حکام کے دکھلانے کے لئے شائع کیا ہے اور بمقام لاہور وکٹوریہ پریس میں وہ رسالہ چھپا ہے اور ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو پوشیدہ طور پر شائع ہوا ہے۔ اس رسالہ میں محمد حسین صاف طور پر لکھتا ہے کہ مہدی معہود کے آنے کی حدیثیں سب کی سب نادرست اور موضوع اور غلط ہیں اور اس طرح پر گورنمنٹ کو یہ جتلاتا ہے کہ میں مہدی موعود کا منکر ہوں۔

اب مولوی عبد الحق غزنوی نے ایک اشتہار نکال کر اپنی قدیم گندی عادت کے موافق حضرت مرزا صاحب کو بہت گالیاں دی ہیں کہ استفتا میں محمد حسین کا نام ہی ظاہر نہیں کیا۔ اور اس سے مطلب اُن کا یہ ہے کہ اگر معلوم ہوتا کہ محمد حسین کیلئے یہ فتویٰ طلب کیا گیا ہے تو اسکو دجال کذاب کہتے اشتہار سے [illegible] تو بھی کہ محمد حسین منافقانہ طور پر اپنا وہی کہتا رہا [illegible] ہوں اور محض گورنمنٹ کو دھوکہ دینے کے لئے [illegible] حکام پر انکار مہدی ظاہر کرتا رہا۔ ورنہ کیا وجہ کہ [illegible] کی نسبت مولوی عبد الحق نے کوئی ایسا لفظ استعمال [illegible] کہ محمد حسین [illegible] اس عقیدہ کی وجہ خوش نہیں [illegible] اپنے اشتہار میں سوال کرنے والے کو دجال اور بے ایمان قرار دیتا ہے حالانکہ سائل نے صورت سوال کے بیان کرنے میں کوئی خیانت نہیں کی۔ اگر محمد حسین کے اس عقیدہ میں شک ہو تو اسکے انگریزی رسالے کو جو وکٹوریہ پریس میں چھپا کسی سے لیکر یا لاہور جاکر دیکھ لینا چاہیے۔ عبد الحق کا یہ اشتہار اس بات پر کافی دلیل ہے کہ وہ تقویٰ اور حق پسندی سے کچھ سروکار نہیں رکھتا۔ سائل کو اس نے دجال اور بے ایمان قرار دیا۔

[illegible] سمجھ سکتے ہیں کہ جن لوگوں کے فتووں کا یہ حال ہے کہ اگر [illegible] ہو تو فی الفور اسپر کفر کا فتویٰ لگا دیں اور اگر دوست ہو تو باوجود اسی اعتقاد کے اسکا ایماندار کہتے رہیں وہی لوگ اپنے [illegible] ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جو حدیث [illegible] تحت [illegible] جسکو حضرت علی سے بیہقی نے روایت کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ سائل کا کیا گناہ ہے جس نے صورت مسئلہ صحیح طور پر بلا کم و بیش کی ہے۔ ایسے سائل کو کیوں دجال اور بے ایمان کہا جائے بلکہ بے ایمان اور دجال تو ایسے مولوی ہیں جنکا فتویٰ ایک ہی صورت سوال میں اپنے دوستوں کی نسبت کچھ اور ہے اور دشمنوں کی نسبت کچھ اور۔ خدا ایسے مولویوں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ بالآخر ہم عبد الحق اور اس کے محرک عبد الجبار سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ لوگوں کی یہی دیانت اور ایمانداری ہے کہ باوجودیکہ محمد حسین کے انگریزی رسالہ کا پتہ دیدیا اور دوسرے اشتہار میں اُس رسالہ کی عبارتیں بھی لکھدیں پھر بھی آپ درندگی سے دانت سائل کو دکھلاکر اور اس بھلے مانس سے دریافت نکیا کہ تمہارا کیا حال ہے کہ مہدی کے بارے میں ہمکو تو کچھ کہتے ہو اور گورنمنٹ پر کچھ ظاہر کرتے ہو۔ جبکہ محمد حسین کی تحریر کا صاف صاف ثبوت دیا گیا تھا تو اُلٹے سائل پر زباندرازی کرنا اور گالیاں دینا کن لوگوں کا کام ہے؟ انصاف پسند لوگ خود سوچ لیں۔ فتویٰ پوچھنے کے وقت سائل زید ہو یا بکر ہو اس سے دیانتدار مفتی کو کیا کام ہے۔ ان باتوں پر تو اُن لوگوں کی نظر ہوتی ہے جو فتویٰ فروش ہوتے ہیں نہ فتویٰ نویس۔ ان لوگوں کی دیانت کا یہی نمونہ کافی ہے۔ مولوی عبد الحق اور مولوی عبد الجبار غزنوی خوب یاد رکھیں کہ اس طریق تزویر سے انکی کبھی مخلصی نہیں ہوگی اور ایسے اشتہاروں سے جو سراسر دجل اور خیانت سے بھرے ہوئے ہوں انصاف پسند لوگ کبھی خوش نہیں ہونگے بلکہ سب پر کھل جائیگا کہ یہ اس زمانہ کے مولوی اس ملا کی طرح ہیں جس نے محض شرارت سے چند بے گناہ لوگوں کی نسبت ایک سخت فتویٰ دیا تھا مگر جب معلوم ہوا کہ اس کا بیٹا بھی اُن لوگوں کا شریک ہے تب فتویٰ کو بہت نرم کر دیا اور آسان صورت پر بدل دیا۔ یہ کیسا نابکار عذر ہے کہ کیوں یہ اطلاع نہیں دیگئی کہ یہ فتویٰ محمد حسین کی نسبت طلب کیا گیا ہے۔ کیا اس تقریر سے کچھ اور ہی سمجھا جاتا ہے کہ تمام غصہ اور رسیا یا اسوجہ سے ہے کہ اگر خبر ہوتی کہ محمد حسین کی نسبت فتویٰ ہے تو اسکو دجال اور کافر ہرگز نہ کہتے۔ ظاہر دیانتدار مولویوں کا نہیں ہے۔ ایسا دنیا میں کون ہے کہ اس قسم کے عذرات سے یہ سمجھ لیگا کہ یہ مولوی معا[ملہ] کیا صورت سوال پر فتویٰ ہوتا ہے یا یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ یہ فتویٰ کسکی نسبت طلب کیا گیا ہے۔ مفتی کیلئے نہ سائل کے نام کی ضرورت ہے نہ اس شخص کے نام کی ضرورت جسکی بارہ میں استفتا ہے۔ مفتی تو صورت مسئلہ پر نظر کریگا اور نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے موافق فتویٰ لکھے گا۔ پس یہ ایک قسم کی بد دیانتی کی ہے کہ اس پر غصہ کیا جاتا ہے کہ محمد حسین کا نام ظاہر نہیں کیا گیا۔ اس سے تو بہتر تھا کہ چپ رہتے۔ اب بجز اسکے اور کوئی طریق صفائی نہیں کہ محمد حسین کو ایک عام جلسہ میں بلا دیں اور وہ رسالہ ایک انگریزی خوان اسکے روبرو پڑھایا جاوے اور اگر انکار کرے تو مالک مطبع سے حلفاً پوچھیں کہ کس نے یہ چھپوایا ہے اور کس نے شائع کیا ہے۔ غرض ایمان اور دیانت سے کام لیکر پوری تحقیقات کریں پھر اگر اس کی صفائی ثابت ہو تو یہ اشتہار چھاپدیں کہ وہ انگریزی رسالہ ایک مجمع میں پڑھا گیا اسمیں محمد حسین کیطرف سے یہ تحریر پائی نہیں گئی کہ مہدی موعود کی آنیکی تمام حدیثیں غلط اور نادرست اور موضوع ہیں اور وہ عبارتیں صحیح ترجمہ کے ساتھ مشتہر کردیں۔ اور اگر اس رسالہ سے ثابت ہو کہ محمد حسین نے کسی نفسانی طمع کی غرض سے مہدی معہود کے آنے سے درحقیقت انکار کیا ہے اور اسکے متعلق کی حدیثوں کو موضوع قرار دیدیا ہے تو اس سے توبہ نامہ لکھا دیں اور وہ توبہ نامہ چھاپ کر شائع کردیں اور اگر یہ بھی نکر سکیں تو بالآخر یہ شائع کردیں کہ ہم اپنے فتویٰ پر قائم ہیں اور ایسے اعتقاد کے شخص کو کافر اور دجال کہتے ہیں۔ غرض اب بیہودہ باتوں سے نجات نہیں فتویٰ پنجاب اور ہندوستان میں شہرت پا چکا ہے اور محمد حسین کا انگریزی رسالہ بھی شہرت پا چکا ہے جب تک دیانت سے محمد حسین سے دریافت کرکے اور اسکی تحریر لیکر اشتہار نہیں دیا جائیگا تب تک ایسی تحریریں خواہ عبد الحق کی طرف سے شائع ہوں اور خواہ عبد الجبار کی طرف سے انکو اور بھی رسوا کرتی ہیں اور انکی دیانت کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے اور وہ قابل شرم تحریریں [illegible] طور پر ہر ایک شخص سمجھتا ہے کہ یہ آخری زمانہ کے مولوی کس قماش کے آدمی ہیں۔ مگر کیا عبد الحق یا اسکے دوسرے ہم جنسوں پر امید ہو سکتی ہے کہ وہ انصاف اور دیانت کو مد نظر رکھ کر پوری تحقیق کے بعد منکر حدیثوں کی طرح محمد حسین کی کوئی کھلی کھلی تحریر لیکر اشتہار شائع کریں گے۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ یہ اس طرح ہرگز نہیں لکھ دینگے کہ [illegible] مشکوک کا موقع ہے یہ ان مولویوں کے عقل و فہم [illegible]

بقیہ خطبہ نمبر ۲

خدا تعالیٰ کی مصلحت اور گورنمنٹ بے تمیز گورنمنٹ نہیں اس نے مجھکو نہیں چنا۔ اُسکو نہیں چنا۔ کسی نیچے ہوئے شیخ الکل یا خانہ ساز پیر طریقت کو برگزیدہ نہیں کیا۔ کیوں؟ وہ اس قابل نہ تھے۔ یوسف کیوں عزیز بنتا ہے؟ باپ کا لاڈلا اور چہیتا اور باقیوں میں سے ممتاز کیوں ہوتا ہے؟ اسکی ظاہری خوبیوں اور شمائل کے علاوہ وہ نہاں در نہاں علم تاویل الاحادیث اور وہ شوکت ہے جو حضرت یعقوب کو نظر آتی ہے کہ وہ بادشاہ مصر ہونے والا ہے اور یہ سب اسکے آگے ہاتھ جوڑنے والے ہیں۔ اب یہی لوگ اپنے درمیان کے راستباز کے پسندیدہ شمائل اور فضائل کا اعتراف کرتے اور پاک کاموں کو دیکھتے ہیں مگر گہری اور دوربین نظر سے نہیں دیکھ سکتے۔ افسوس یہ لوگ انسانوں کی شکلیں تو ہیں مگر اندر ممسوخ ہیں۔ چاہیے تھا کہ اپنے بھائی پر نیک گمان کرتے اور اسکے ایثار پر حسد نہ کرتے خدا تعالیٰ نے عائشہ صدیقہ پر اتہام باندھنے والوں کو تہدید و توبیخ کے پیرایہ میں یہی فرمایا کہ کیوں سنتے ہی تم نے اپنے بھائیوں اور بہنوں کی نسبت نیک گمان نہ کیا اور خود بخود فیصلہ کر نہ لیا الخبیثات للخبیثین یعنی ناپاک الزام کے مورد ناپاک زندگی بسر کرنے والے لوگ ہوا کرتے ہیں۔ پاکوں کے حق میں پاک باتیں کہنی مناسب ہیں۔ اللہ اللہ! ایسے شخص کو آخرکار کذاب دجال اور مفتری کہا جس سے پہلے مان چکے تھے کہ وہ اسلام کی خدمتیں بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک شخص سے ہو جو براہین میں دعویٰ کر چکا ہے "قد لبثت" الخ کیسا ظلم عظیم ہے۔ الغرض موعود کے ماننے کے لئے یا یوں کہو اسکے محبوبین کو قبول کرنے کے لئے قرینہ قویہ موجود ہے۔ ہم دعوے سے چیلنج کرکے کہتے ہیں کہ کیا یہ نادان مخالف ہمارے سید و آقا! امام کا کوئی جرم بتا نہیں سکتے اور کبھی گواہی نہیں دے سکتے کہ اُس نے کسی زمیندار کی زمین کو ضبط کیا ہو؟ یا شراب خانے میں جاکر وہ کبھی شامل ہوا ہو؟ یا کسی اور بری اور ناپاک صحبت میں شریک رہا ہو؟ وہ کہہ کیونکر سکتے ہیں جبکہ انکے اعتراف اسکی صلاح و تقویٰ کی نسبت موجود ہیں۔ تو بس اس کا جرم وہی ہے جو یوسف کا تھا کہ وہ باپ کی نظروں میں عزیز ہو گیا ہے۔ مگر وہ نادان دیکھ لیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی نظروں میں کسی چالاکی اور پالیسی سے عزیز نہیں ہوا۔ بلکہ اس کا اصل الاصول یہی یوسف علیہ السلام کے اس قصہ میں خدا تعالیٰ نے خود اسی صدیق یوسف کے مونہہ سے نکلوایا ہے۔ اور بطور قاعدہ کلیہ کے بتلا دیا ہے کہ کون اللہ تعالیٰ کی نظر میں عزیز ہو سکتا ہے؟ یوسف علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی اس نوازش اور احسان عظیم کی وجہ بتلاتے ہیں کہ انہ من یتق و یصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ اللہ تعالیٰ متقی اور صابر کے اجر کو ضایع نہیں کرتا۔ متقی اور صابر کو آیت کے آخر میں محسن کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ قیاس چاہتا تھا کہ یوں ہوتا فان اللہ لا یضیع اجر المتقین والصابرین۔ مگر محسنین کے ارشاد سے واضح کر دیا کہ اتقا اور صبر انسان کو احسان کے درجہ تک پہونچا دیتا ہے یا یوں کہو کہ صفت احسان سے تقویٰ اور صبر پیدا ہوتا ہے۔ احسان کی تعریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمائی ہے کہ عبادت کرنیوالا اللہ تعالیٰ کو دیکھے یا کم از کم یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھتا ہے پس کوئی شخص متقی اور صابر نہیں ہو سکتا جب تک وہ احسان کی صفت حاصل نہ کرے۔ اس اصول نے قیامت تک بشارت دیدی اور ڈرا بھی دیا۔ میری روح میں اسوقت ایک خاص لذت اور جوش ہے اور دل چاہتا ہے کہ ایک ایک لفظ کے وہ معارف بیان کروں جو اسکی ترکیب میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مجھے اسوقت نظر آتے ہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ خطبہ اسکا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں اپنے احباب سے چند باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ بہرنمط صبر اور تقویٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ممتاز کیا ہے۔ قیامت تک یہ اصول مومنین کے لئے ہو گیا ہے۔ میں اس خیال میں آج سوچتا رہا کہ صبر کے کیا معنے ہیں بہت سی باتیں حل کرنے کے لئے پیدا ہوئیں مگر میں نے ایک عرصہ دراز کے تجربہ اور غور کے بعد قرآن کریم کے حل لغات اور ادراک حقایق کے لئے حضرت امام زمان علیہ السلام کی طرز زندگی کو بہترین ذریعہ پایا ہے۔ مجھے اس اصول سے مزا آیا ہے اور میں امام کے فعل کو اپنے لئے بہترین تفسیر اور خطا نہ کرنے والی ڈکشنری پاتا ہوں۔ میں نے امام کی طرز زندگی ہی میں صبر کے معنے سوچے تو معلوم ہوا کہ صبر کے معنے عظیم الشان ہونے چاہئیں اسلئے کہ نبوت کے مقامات عالیہ میں فتح باب کی کلید صبر ہی لکھا ہے۔ شہوات پر صبر کرنا مصیبتوں اور دکھوں پر صبر کرنا چھوٹی بات ہے۔ خدا کے راستباز بندے صدیق اور مامورین کی طبیعت ایسی نہیں ہوتی کہ انکو شہوات کی طرف کشاں کشاں لیجائے اور بزدل انکو صبر کرنا پڑے۔ میرے نزدیک صبر کی حقیقت ہے بار رسالت کے اٹھانے کے لئے ہر قسم کے فتن اور ابتلا و امتحان کو بطیب خاطر سہنا اور اپنی عزت و زندگی کے لوازم بقا کی کوئی بھی پروا نہ کرنا۔ کیا اس زمانہ میں امن اور چین کی زندگی بسر نہیں ہو سکتی؟ بیشک ایسی تالیفیں ہو سکتی ہیں کہ کسی کو کچھ کہنے کا موقعہ نہ ملے کوئی نکتہ چینی اور انگشت رکھنے کی جگہ نہ ہو لکھنے والے کا قلم اسکے ماتحت ہی میں کبھی نہیں مانتا کہ وہ روح اور اسکے جذبات پر سبقت لیجاوے بڑے بڑے لوگ اعلاء کلمۃ اللہ میں ہزار ہا پس و پیش دیکھتے ہیں۔ اگر کسی انجمن برائے نام حمایت اسلام کا مثلاً کوئی رافضی پریسیڈنٹ ہے تو بڑی احتیاطیں کرتے ہیں کہ مبادا کوئی کلمہ اسکے خلاف نہ نکل جائے۔ پس ایسے کور فطرت مداہن جیفہ دنیا کو پسند کرنے والے صابر کہلا سکتے متقی بن سکتے یوسف کی طرح محسود اخوان ہو سکتے سیدنا ابراہیم علیہ السلام مبطلوں کو کہہ سکتے ہیں کہ انا برآؤ منکم الآیہ۔ اسی لئے تو وہ خدا سے نصرت نہیں پا سکتے۔ یہ حظ عظیم نصرت و تائید الٰہی ہمارا دوں کا حصہ ہوتا ہے کہ وہ مداہنہ سے پاک اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اسکے اعلاء کلمہ میں پہلے ہی سے یہ مان لیتے ہیں کہ پاش پاش کیوں نہ ہوں! بال بچے ذبح کئے جاویں تو بھی وہ اظہار حق سے رک نہیں سکینگے۔ اس کا بال بال پکارتا ہے کہ

> نمی باید مرا یکذرہ عزتہائے این دنیا
> منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را
> ہمہ در دور این عالم امان و عافیت خواہند
> خلاف من کہ میخواہم برائے یار ذلت را

وہ دنیا اور اسکی جھوٹی عزتوں کی جہاں پرواہ نہیں کرتا وہاں اسے دنیا اور اسکی خود تراشیدہ ذلتوں کا بھی خیال نہیں ہوتا بلکہ اُس کا عمل خود بتا دیتا ہے کہ وہ اُن اشعار مذکورہ کے کہنے میں بالکل راستباز ہے اور موتوا قبل ان تموتوا پر اس کا عمل ہے۔ یہ ایک راز الٰہی ہے کہ وہ بچ جاوے اور اُس ذلت سے

عزت اور ہلاکت سے زندگی پاجاوے مگر وہ اپنی اوقات میں مدرح کے پورے جذب اور جوش سے ان تمام مصائب اور آلام کو اٹھانے کو بطیب خاطر طیار ہوتا ہے۔ کیا وہ گول مول تحریریں شایع نہیں کرسکتا کہ جس سے مخالفوں کو بھی خردگیری کا موقع نہ ملے اور موافق بھی خوش ہوجاویں مگر وہ اسکو پسند نہیں کرتا وہ اعلائے کلمہ اس میں نہیں دیکھتا اور ایک عارضی اور نمایشی دکھہ کی پرواہ فطرتاً نہیں کرسکتا۔ پس یہ صبر ہے خواہ کتنے ہی مصائب اور دکھ پہونچیں مگر وہ خدا تعالیٰ کی صفات کے پھیلانے اور اظہار کے لئے انکی پرواہ نہیں کرتا۔ پس وہ کامیاب ہوجاتا ہے۔ ایک طرف تو وہ یوسف کی طرح یکہ و تنہا ہے اور دوسری طرف بدخواہ حاسد بھائیوں کی ایک جماعت جنکو اپنی شوکت و طاقت پر گھمنڈ اور ناز ہوتا ہی دعوے سے نحن عصبۃ کہتے ہیں۔ مگر وہ ایک کامیاب ہوجاتا ہے کیوں؟ اس کا صبر اور اتقاء اللہ تعالیٰ کی نظر میں اُسکو محبوب بنا دیتا ہے اور اسکے خلاف میں کیسی ہی جماعت کیوں نہ ہو کامیاب نہیں ہوتی۔

مولوی اور پیرزادے کہلانے والے اعلاء کلمۃ اللہ کے قابل نہیں کیونکہ انکو برادری کے اصولوں سوسائٹی کے قواعد ابنائے جنس کی ملامتوں کا اندیشہ اور بڑے بڑے لوگوں کی خاطرداریاں اجازت نہیں دیتیں کہ حق کہیں وہ قوم سے کچھہ کہتے اور حکام سے منافقانہ طور پر کچھہ کہتے ہیں قوم اور اپنے مولویوں کے طبقہ میں تو مہدی کے آنے کا اعتراف کرتے اور **خونی مہدی** کا انتظار کرتے ہیں اور صلحکاری اور امن پھیلانے والے مدعی مہدی کا انکار کرتے اور کفر کا بلکہ **قتل** کا فتوی دیتے ہیں۔ لیکن گورنمنٹ کو دھوکہ دینے کے لئے چند بیگہ زمین کی خاطر چند پرچے چھپوا کر اپنی خدمات کی ذیل میں مہدی کا انکار کرتے ہیں اور دھوکہ دیکر گورنمنٹ کو ایک طرف قوم کو دوسری طرف مغالطہ میں ڈالنا چاہتے ہیں تکلف اور آرام چاہتے ہیں عزت کے خواہشمند ہوتے ہیں مگر اس جاہ طلبی اور عزت کی خواہش سے ذلت نکلتی ہے خدا کا مامور دنیا کی ذلت کی پرواہ نہیں کرتا وہ قومی خطاب کا خواہشمند نہیں۔ اُسے خدا خود خطاب دیتا ہے۔ غرض سنت اللہ اسی طرح چلی آئی ہے۔ وہ جو یوسف کی بدخواہ تھے اور ذلت چاہتے تھے خود ہی ذلیل ہوئے اور وہ عزیز مصر ہوگیا۔ پھر بالآخر پھر اپنی جماعت کی طرف خطاب کرکے کہتا ہوں کہ اُنپر حجت پوری ہوچکی جنہوں نے تسلیم نہیں کیا انکا معاملہ خدا سے ہے مگر ہم نے تو سمجھہ لیا اور پرکھہ کر مان لیا ہے۔ ہم بڑے ذمہ دار ہیں اگر ہم خدا تعالےٰ سے نصرت چاہتے ہیں اور ضرور چاہتے ہیں تو چاہیے کہ صابر اور متقی بنجاویں۔ اللہ تعالےٰ صادقوں کی ذلت چاہنے والوں کو عزیز نہیں بناتا خدا تعالےٰ مجھے اور آپ سب کو متقی اور صابر بناوی اور وہ کامیابیاں دکھلائے جو متقیوں اور صابروں کو دیجاتی ہیں۔ آمین۔

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر پانزدہم

سورۃ البقرہ رکوع (۴)

رکوع ۴ کے عام مطالب اس رکوع میں اللہ تعالےٰ نے **انعمت علیہم** کی تفسیر شروع کی ہے اور اسکو ایک سعید اور راستباز کے قصہ کے پیرایہ میں بیان فرماتا ہے اور یہ اس لئے کہ مثال کے لباس میں ایک بات اچھی طرح سے سمجھہ میں آسکتی ہے۔ اور اس رکوع میں امور مندرجہ ذیل پر اللہ تعالےٰ نے بحث فرمائی ہے۔

(الف) دنیا میں جب کوئی کام اللہ تعالےٰ کیا چاہتا ہے تو سب سے پہلے اسکی اطلاع ملاء اعلیٰ کے رہنے والے پاک روحوں کو جنہیں ملائکہ کہتے ہیں دیجاتی ہے۔

(ب) اللہ تعالےٰ شروع سے انسان کی اصلاح اور تہذیب نفس کی خاطر عین ضرورت کے وقت کوئی خلیفۃ اللہ فی الارض مقرر کرتا رہا ہے جو خاص طور پر دبستان الٰہی کا ہی تعلیم یافتہ ہوتا ہے۔

(ج) خلیفۃ اللہ فی الارض کو **بسطت فی العلم** کا تاج پہنایا جاتا ہے اور اُسکے معلومات کو عظیم الشان وسعت دیجاتی ہے۔

(د) تسبیح و تقدیس الٰہی موجب ازدیاد **علم** ہے پس توسیع علم کے لئے ضروری ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس میں بدرجہ غایت مصروف ہو۔ اور یہی راز ہے **رب زدنی علما** میں اور **بسطت فی العلم** جو خلیفۃ اللہ کو ملتی ہے اسمیں بھی یہی سر ہے۔

(ھ) جو شخص خلیفۃ اللہ ہوکر آتا ہے نفس الامر میں وہی اس قابل ہوتا ہے کہ خلیفۃ اللہ کہلائے کیونکہ اللہ تعالےٰ **علیم** اور **حکیم** ہے۔ اسکی صراحت دوسرے مقام پر ہے جہاں فرمایا **واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ**۔

(و) ملائکہ اور سعید لوگ اسکے ساتھہ ہوجاتے ہیں اور اسکی اطاعت سے فائز المرام ہوتے ہیں۔

(ز) خلیفۃ اللہ کی مخالفت اور بھی مخالف کرنے کے لئے کوئی ناپاک روح ضرور طیار ہوجاتی ہے مگر آخر کار اس جنگ میں وہ پاک روح مظفر و منصور ہوجاتی اور **خدا تعالےٰ** سے دور ہلاکت مجسم **روح** شقاوت کا نتیجہ پاتی اور ہلاک ہوتی ہے۔ گویا یہ ایک سنت اللہ ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ بھلوں اور بروں میں جنگ ہوتی ہے

(ح) پہلا گناہ جو دنیا میں پھیلا وہ تکبر سے شروع ہوتا ہے۔ متکبر انعام الٰہی کی قدر کرنے کے ناقابل ہوکر مورد انعام اللہ نہیں ہوسکتا۔

(ط) خلیفۃ اللہ کو ایک عظیم الشان جہاد اول اپنے نفس سے کرنا پڑتا ہے اور اوسے **ظالم لنفسہ** ہونا پڑتا ہے۔ بدون اس کے وہ **اورثنا الکتاب** کا مصداق نہیں ہوتا۔

(ی) شیطان یا خبیث روح کبھی بھی مومن پر قابو نہیں پاسکتی۔

(ک) انسان اس زمین ہی میں مرتا اور جیتا ہے۔ آسمان پر یا کسی اور جگہ بہ این جسد العنصری نہیں جا سکتا۔

(ل) خدا تعالیٰ ہی کا فضل انسان کو بچا سکتا ہے

(م) ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خدا تعالیٰ کی ہدایت کا سلسلہ دنیا میں جاری ہے۔

(ن) راستباز ہمیشہ ہر میدان میں کامیاب ہونگے اور شریر مکذب ناکام و نامراد رہیں گے۔

اب ہم قرآن کریم سے اس قصہ کو بیان کرتے ہیں۔

واذ قال ربک للملٰئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا

ویسفك الدماء ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك قال انی اعلم مالا تعلمون ٥

یعنے جبکہ تیرے رب نے بتلا دیا ملائکہ کو کہ میں الارض میں ایک خلیفہ ٹھہرانے والا (مقرر کرنے والا) ہوں تو انھوں نے یہ عرض کیا۔ (یہ عرض کرنا خلیفہ کے تقرر پر تھا کیونکہ خلیفہ کا وجود باوجود تو اصلاح خلق کے لئے اور مفسدوں۔ شریروں۔ خونریزوں کی شرارتوں کے روکنے کے لئے ہی ہوتا ہے پس ملائکہ نے اسکے مطابق عرض کیا کہ کیا تو نے کسی قوم مفسد اور خونریز کو مجرم قرار دیدیا ہے تو ہم بھی اس خلیفہ اللہ کے ناصر ومعین بنجاویں کیونکہ ہم بھی تو تیری تحمید و تسبیح وتقدیس ہی چاہتے ہیں پس تیرے خلیفہ کے ساتھ ہی کیوں نہ ہوجائیں تو جناب باری نے فرمایا کہ اس خلیفہ کے بنانے میں اور اور حکمتیں بھی ہیں جنکی تمکو خبر تک نہیں۔

قال سے بزبان گفتن مراد نہیں | قال سے یہ مراد نہیں ہے کہ زبان (جو ایک مضغہ گوشت ہے) سے ہی کہا جاوے۔ بلکہ کلام سے ہی جبتک اس کے بعد تکلیما بیان نہ ہو بزبان گفتن ضروری مراد نہیں ہوتی اسلئے قال کے معنے ہیں **بتلادیا**۔

ربك میں نکتہ | اس مقام پر اللہ تعالے نے اذ قال ربك فرمایا۔ ہو سکتا تھا کہ اذ قال الهك فرماتا۔ اصل یوں ہے کہ **رب** اللہ تعالی کی وہ صفت ہے جسکے تقاضا سے تمام چیزوں کی بلا امتیاز ذی روح وغیر ذی روح عرش سے لیکر فرش تک تربیت اور تکمیل ہورہی ہے۔ اور چونکہ تقدم طبعی اس صفت ربوبیت کو حاصل ہے اس لئے خدا تعالی نے **الله** جو ایک ذاتی نام ہے اسکے بجائے **رب** کا لفظ استعمال فرمایا جو تکوین عالم کا مقتضی ہے۔

ملائکہ | ملائکہ سے مراد اگر وہ مخلوق لی جاوے جو اپنی تحمید اور تقدیس کی وجہ سے روحانیت کے اعلی مدارج طے کر چکے ہوں اور سفلی اور ارضی باتوں سے ممتاز ہو کر علوی اور آسمانی سلسلہ میں شامل ہوں تو بظاہر کوئی مشکل نہیں رہتی اس صورت میں یہ مراد ہوگی کہ **الارض** کے پہلے عارف باللہ لوگوں کو اللہ تعالے نے بالہام الہی یہ مژدہ سنایا کہ تم میں ایک خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔ اور یہ ایک عام قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی مامور من [illegible] دنیا میں نازل ہوتا ہے

اسوقت علی العموم لوگوں کو قبل از وقت اس کے آثار و اظلال کا پتہ ملتا ہے۔ رویائے صحیحہ اور مختلف ذریعوں سے آنے والے خلیفۃ اللہ کی بشارتیں ملتی ہیں۔ جیسے آفتاب نکلنے سے پہلے ہی اسکے آثار معلوم ہوجاتے ہیں۔ یہی سنت اور طریق روحانی دنیا میں جاری ہے۔ یعنے آدم علیہ السلام کے خلیفہ ہونے سے پیشتر مختلف پیرایوں میں صلحاء اور اتقیاء پر جو **الارض** میں رہتے تھے اسکی بعثت کی بشارت دی۔ لیکن اگر ملائکہ سے وہ نفوس قدسی مراد ہیں جو ایک دوسری قسم کی مخلوق ہے جنکو فرشتے کہا جاتا ہے تو اس صورت میں ضروری ہوگا کہ ہم ملائکہ کے ثبوت پر مختصر سی بحث کریں۔

ثبوت ملائکہ | ملائکہ کے ثبوت پر ہم اس وقت کوئی طویل بحث نہ کرینگے بلکہ مختصر طور پر اسکو بیان کریں گے۔

اس بات سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ نظام جسمانی میں ہم خدا تعالے کا ایک بندھا ہوا قانون دیکھتے ہیں کہ کسی نہ کسی توسط اور توسل کے ذریعہ ہم خدا تعالی کا ہر ایک فیض حاصل کرتے ہیں۔ گو یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ اس فیض کے حاصل کرنے کے لئے ہم اپنے اندر بھی قویٰ رکھتے ہیں لیکن وہ قویٰ بدون امداد توسط خارجی بیکار محض ہیں جیسے آنکھ اپنے اندر ایک روشنی اور نور رکھتی ہے لیکن وہ نور اور روشنی کچھ کام نہیں دے سکتی جبتک کہ آفتاب کی روشنی اسکی ممد و معاون نہ ہو۔ اسی طرح کان کے اعصاب شنوائی کی ایک حس رکھتے ہیں لیکن ہوا کے بدون دوسری آوازیں ہم تک پہونچ نہیں سکتیں۔ پس جبکہ نظام اور حواس کی تکمیل کے لئے یہ قانون الہی ہے تو روحانی نظام میں تو بدرجہ اولی یہ قانون کام کر رہا ہے پس نظام روحانی اور جسمانی بالائی میں علل متوسط کا نام ملائکہ رکھا جاتا ہے اور علل متوسط کے رکھنے سے اللہ تعالے کو انسان کے معلومات کا وسیع کرنا مقصود ہے ورنہ اللہ تعالے کو اپنے مقاصد کی تکمیل میں کسی شے کی حاجت نہیں۔

جاعلٌ | بنانے والا ہوں جیسے فرمایا جعل الظلمات والنور۔ جعل کے معنے ٹھہرانے اور مقرر کرنے کے بھی ہیں اور اعتقاد کرنے کے بھی آتے ہیں جیسے وجعلوا الملائکة الذین هم عباد الرحمن اناثا۔ غرض یہاں جعل کے معنے مقرر کرنے اور ٹھہرانے کے ہیں۔

فی الارض | **الارض** پر **ال** لام تخصیص کا ہے کیونکہ قصے کے چلکر اسی رکوع میں جہاں ہبوط آدم علیہ السلام کا ذکر ہے وہ صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ جس مقام پر آدم علیہ السلام خلیفہ بنائے گئے تھے وہ کوئی اور ملک تھا اور جہاں انکو ہجرت کرکے جانا پڑا وہ کوئی اور سرزمین تھی۔ اور اسکی توضیح اور بھی ہوجائے گی جب اس جنت کی تحقیقات ہوگی جہاں آدم علیہ السلام رکھے گئے تھے۔

خلیفہ | خلیفہ کے معنے ہیں کسی قوم کے پیچھے آنے والا یا کسی قوم کو پیچھے چھوڑنے والا جیسے **جعلناکم خلائف فی الارض** سے ثابت ہے۔

مامور من اللہ کو بھی خلیفہ کہتے ہیں اور سلطان اعظم بھی خلیفہ کہلاتا ہے جیسے **لیستخلفنهم فی الارض** سے معلوم ہوتا ہے۔

خلیفہ کے لفظ سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ وہ بین الحق والباطل فیصلہ کرے اور لوگوں کے تنازعات باہمی کو نپٹائے جیسے فرمایا **یاداود انا جعلناك خلیفة فی الارض فاحکم بین الناس بالحق**۔ یعنے اے داود ہم نے تمکو زمین میں خلیفہ بنایا ہے پس لوگوں میں صحیح صحیح فیصلہ فرما۔

اور مخلوقات کو بھی کبھی خلیفہ کہتے ہیں اس لئے بعض صحابہ بھی خلیفہ کہلاتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں روحانی اور جسمانی نظام کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے تھے اور حکم تھے اس لئے خلیفہ کہلائے۔ انکی نسل جاری ہوئی اور قائم رہی اس لئے بھی خلیفہ تھے۔ انسے پیشتر دنیا میں بعض شریر النفس قومیں بن۔ جن۔ طم۔ رم وغیرہ آباد تھیں۔ چونکہ وہ انکے پیچھے بلحاظ زمانہ آنے والے تھے اس لئے انکو خلیفہ فرمایا۔ اس مقام پر امام کا لفظ نہیں فرمایا جسکی وجہ کچھ تو مذکورہ بالا امور پر نظر غور کرنے سے معلوم ہوسکتی ہے اور کچھ خلیفہ اور امام میں جو فرق ہے اسکو ہم اس مقام پر بیان کرینگے جہاں امام کا لفظ آیا ہے (انشاء اللہ تعالے)

فی الارض خلیفہ سے کون مراد ہے | اس پر بہت بحث کی گئی ہے۔ اکثر مفسرین کے نزدیک مخلوق انسانی مراد ہے جن میں سے [illegible]

کے نزدیک خلیفۃ اللہ فی الارض سے مراد ایک شخص واحد مراد ہے جو سیدوں کا مورث اعلیٰ ہے اور آدم (علیہ السلام) کے نام سے موسوم ہے۔

الغرض

اللہ تعالےٰ نے ایک خاص ملک اور سرزمین آدم علیہ السلام کو دینی اور دنیوی امور میں حکم بنانے کی اطلاع الہام بشارت کے طور پر ملائکۃ اللہ کو یا اس سرزمین کے صلحا و اتقیا کو دی۔

اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک۔ حضور! کیا اُسکو خلیفہ بنائیں گے جو زمین میں خونریزیاں اور فتنہ پردازیاں کرے گا اور ہم تو جناب کی ذات کو جو جمیع صفات حسنہ کی جامع اور تمام بدیوں سے منزہ ہے پاک سمجھتے ہیں اور تیری تقدیس کرتے ہیں۔

آدم علیہ السلام کے قصے پر کسی نافہم نے بہت سی ناپاک اور گستاخانہ اعتراض کئے ہیں جن کا جواب تصدیق میں کافی طور پر دیا گیا ہے۔

اس لئے ہم اُن اعتراضوں پر توجہ ہی نکریں گے بلکہ جسقدر ممکن ہے ان آیات کے ترجمہ کو ایسے طریق پر کرنے کی کوشش کرینگے کہ کوئی اعتراض وارد نہ ہو اور وہ قرآن شریف کے منشاء کے خلاف بھی نہ ہو۔

پہلی توجیہ اگر آیت کے وہ معنے کئے جاویں جو اوپر بیان کئے تو بھی کوئی اعتراض لازم نہیں آتا۔ وہ صلحاء چونکہ ایک محدود علم رکھتے تھے اس لئے وہ اتجعل فیہا بول اٹھے لیکن اللہ تعالےٰ نے انی اعلم مالا تعلمون کہکر اُنکی غلطی اُنپر ظاہر کی اور بوجوہات قویہ اپنی وسعت علم ثابت کی جیساکہ آگے آئیگا۔

دوسری توجیہ چونکہ خلیفۃ اللہ کی بعثت اُسوقت ہوتی ہے جب کہ دنیا میں فساد اور سفک الدم ہو یعنے جب دنیا میں خونریزیاں اور فتنہ پردازیاں ہونے لگتی ہیں ایسے وقت میں جب انھوں نے بعثت آدم علیہ السلام کی خبر سنی تو انھوں نے کہا کہ کیا دنیا میں کوئی مفسد اور خونریز ٹھہرایا گیا ہے یعنے کوئی شریر النفس قرار پاگیا ہے جسکی سرکوبی اور استیصال کے لئے کوئی مامور من اللہ ہوتا ہے۔ اور اگر ایسا ہے تو ہم بھی مامور من اللہ کی امداد کیلئے طیار ہو جاویں اور یہ ایک طرز کلام ہے شاہانہ دربار میں اپنی خدمات پیش کرتے وقت عموماً شاہی کیا کرتے ہیں۔

سرسری نظر

حالات مقدمہ

جو مقدمہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کے اجلاس میں زیر دفعہ ۱۰۷ دائر ہے اور جس میں حضرت اقدس جناب مرزا صاحب اور محمد حسین بٹالوی بطور فریق ثانی ہیں عام طور پر نہایت دلچسپی سے دیکھا جاتا ہے۔ ۱۱ رجنوری ۱۸۹۹ء کو مقدمہ مذکورۃ الصدر گورداسپور میں باجلاس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب پیش ہوا۔ مرزا صاحب کی طرف سے مسٹر براؤن صاحب اور مولوی فضل الدین صاحب لاہور سے اور خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور سے اور مولوی شیخ علی احمد صاحب لوکل پلیڈر بطور پیروکار پیش ہوئے محمد حسین کی طرف سے بھی دو وکیل پیش ہوئے۔ جنمیں ایک صاحب بہادر لاہور سے آئے تھے اور دوسرے صاحب گورداسپور ہی کے وکیل تھے۔ مقدمہ کی روئداد ہم کسی اگلے نمبر میں شایع کریں گے۔

۱۱ رجنوری کو جناب مرزا صاحب۔ محمد حسین ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ۔ انسپکٹر پولیس گورداسپور کے بیانات ہوئے اور مقدمہ ۲۷ رجنوری ۱۸۹۹ء پر ملتوی ہوا جو بمقام دھاریوال پیش ہوگا۔

جیسا ہم نے پہلے بھی لکھا تھا کہ ہم مقدمہ کی نوعیت پر کسی قسم کی رائے ابھی دینا قبل از وقت سمجھتے ہیں۔ لیکن ہم نے اس سے پیشتر ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ کے وقت بھی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کو اصلیت تک پہونچنے کے لئے یہ بات پیش کی تھی کہ وہ اس معاملہ پر کامل توجہ فرماویں کہ مرزا صاحب اور عام مولویوں کے درمیان بنائے مخاصمت کیا ہے؟

بہرحال ہم کو امید ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب بہادر اس معاملہ پر پوری توجہ فرماویں گے۔ ہمکو یہ دیکھکر خوشی ہوئی ہے کہ صاحب موصوف نہایت متانت اور غور سے کام کرتے ہیں۔

آسمانی نشان

ہمارے محترم مخدوم جناب مولوی عبدالکریم صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ جناب میر ناصر نواب صاحب دہلوی نبیرہ خواجہ میر درد صاحب مرحوم نے لیکھرام پشاوری کی پیشگوئی اور اُسکے کل واقعات کو نہایت سلیس اور لطیف اردو میں نظم کیا ہے کل واقعات کا نقشہ ایسے لطیف طور پر کھینچا ہے کہ اس سے بہتر ممکن نہیں اور زبان ایسی صاف اور پاکیزہ ہے کہ اسکے متعلق مصنف کا دہلی نژاد ہونا ہی کافی شہادت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ رسالہ لڑکوں اور لڑکیوں کو پڑھایا جاوے کیونکہ اس میں خدا تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں اور اسرار پر بحث کی گئی ہے۔ مصنف صاحب کو اس رسالہ کے چھپوانے کے لئے تحریک کی گئی ہے۔ اس لئے ہمارے احباب جسقدر جلدیں اس رسالہ کی خریدنا چاہیں اطلاع دیں تاکہ اُسی انداز کے موافق طبع ہونا شروع ہو۔ قیمت فی کاپی ۲ر ہوگی۔ تمام درخواستیں میرے نام آنی چاہییں۔

عبدالکریم سیالکوٹی حال وارد قادیان

مسیح موعود

اس نام کا ایک فارسی منظوم رسالہ مولوی نور احمد صاحب لودی ننگل نے حال میں تصنیف کیا ہے۔ جس میں بہت سی لطیف مضامین پر بحث کی گئی ہے اور نہایت ہی عمدہ اور نرالی طرز پر حضرت اقدس کے مسیح موعود ہونیکا ثبوت دیا ہے۔ جو صاحب جسقدر جلدیں خریدنا چاہیں اطلاع دیں قیمت فی جلد ۲ر۔ درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے نام آنی چاہییں۔

ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے کرم فرما جناب خواجہ یوسف شاہ صاحب آنریری مجسٹریٹ امرتسر کو شروع سال ہی سے خانبہادر کا خطاب عطا ہوا۔ خواجہ صاحب امرتسر کے مسلمانوں میں ایک سربرآوردہ رئیس ہیں اور خان بہادر شیخ غلام حسن صاحب مرحوم کے بعد انکا دم غنیمت ہے۔ خواجہ صاحب بڑی تجربہ کار اور گرم و سرد روزگار آزمودہ بزرگ ہیں۔ ہمکو بہت خوشی ہوگی اگر امرتسر میونسپلٹی میں خواجہ صاحب وائس پریزیڈنٹ قرار دئے جاویں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پنجاب اور ہندوستان کے اُن مولویوں کی ایمانداری کا نمونہ جنہوں نے میری نسبت کفر کا فتویٰ دیا تھا۔ خاصکر مولوی نذیر حسین دہلوی اُستاد شیخ ابوسعید محمد حسین بٹالوی کے تقوے اور دیانتداری کی حقیقت اور ابوسعید محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کا گورنمنٹ عالیہ انگریزی کو صریح جھوٹ بول کر سخت دھوکہ دینا۔ اور اسکے گروہ کی اس قابل شرم کارروائی سے اُس میری پیشگوئی کا پورا ہونا

جو

اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں شایع کی گئی تھی

یعنے یہہ پیشگوئی کہ

جزاء سیئۃ بمثلہا وترھقھم ذلۃ
مالھم من اللہ من عاصم

یعنے

فریق ظالم کو اسی قسم کی ذلت پہنچیگی جو اُس نے فریق مظلوم کو پہنچائی ہو۔

مبادا دلِ آں فرومایہ شاد
کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد

اس بات سے تو ہم کو بہت خوشی ہوئی کہ مولوی نذیر حسین دہلوی اور عبد الجبار غزنوی اور عبد الحق غزنوی اور رشید احمد گنگوہی۔ اور دوسرے علماء اُن کے ہمشربوں نے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو جسنے مہدی خونی کے آنے کی نسبت حضور گورنمنٹ عالیہ میں اپنا انکار ظاہر کیا۔ بوجہ اسکے اس عقیدہ کے اسکو کذاب اور مفتری اور دجال اور کافر اور دائرہ اسلام سے خارج اپنے فتووں میں لکھا۔ اور اسطرح پر اُس کو ذلیل کرکے ہماری وہ پیشگوئی پوری کی۔ جو اشتہار مباہلہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں شایع کی گئی تھی۔ اور نیز اُن احادیث نبویہ کو بھی پورا کیا جو آخری زمانہ کے بارے میں ہیں۔ اور اپنے طریق عمل سے اُن کی صحت پر گواہی دیدی۔ مگر اس دوسری بات کے خیال کرنے سے ہمیں رنج بھی ہوا کہ ان لوگوں کے یہہ فتوے دیانت اور ایمانداری پر مبنی نہیں بلکہ یہود کے علماء کی طرح اپنی نفسانی اغراض اور تعصبات اور کینہ وری پر مبنی ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں کی یہی کارروائی انکے حالات باطنی پر کافی گواہ ہے جو ہمارے **استفتاء** مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۸۹۸ء میں ان سے ظہور میں آئی۔ ان سے یہہ فتوے طلب کیا گیا تھا کہ اُس شخص کی نسبت آپ لوگ کیا فرماتے ہیں جو اُس **مہدی** کے آنے کا منکر ہو جس کی نسبت آپ لوگوں کا اعتقاد ہے کہ وہ ظاہری اور باطنی خلیفہ ہوگا۔ اور بذریعہ لڑائیوں کے دین کو غالب کریگا تو ان مولویوں نے اپنے دلوں میں یہہ خیال کرکے کہ ایسے اعتقاد کا پابند تو یہی شخص یعنے یہہ عاجز ہے۔ محض شرارت کی راہ سے یہہ تجویز کی کہ آؤ اب بھی اس فتوے کی رو سے اسکو کافر اور دجال اور مفتری قرار دیں۔ تب فی الفور یہہ گندے اور پلید فتوے لکھ مارے۔ اور اگر اُن کو پہلے سے خبر ہوتی کہ یہہ **استفتاء** شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کے لئے لکھا گیا ہے۔ تو ہرگز یہہ فتوے نہ دیتے۔ اب اس حقیقت کو سنکر کہ وہ شخص جسکی نسبت فتوے طلب کیا گیا تھا ان کا دلی دوست محمد حسین ہے۔ جس قدر اُن کو ندامت ہوگی اُسکا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ یہی علمائے دین اور حامیان شرع متین ہیں جنکی دیانت پر لوگ بھروسہ کئے بیٹھے ہیں۔ اور جنکی نسبت عوام خیال کرتے ہیں کہ وہ دین کے پیشوا اور دیندار بلکہ شیخ الکل ہیں۔ اب خدائے غیور کی غیرت نے ان سب کے پردے پھاڑ دیئے۔ خدا کے الہام میں ایک فقرہ یہہ بھی تھا کہ **شاہت الوجوہ**۔ سو پورا ہوگیا۔

اس اجمال کی تفصیل یہہ ہے کہ شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کی بعض خفیہ تحریریں ہمارے ہاتھ آگئی ہیں جنمیں وہ **گورنمنٹ** کے سامنے زمین لینے کی طمع سے یہہ بیان کرتا ہے کہ **جس مہدی قریشی کی لوگوں کو انتظار ہے جو اُن کے زعم میں خلیفہ ظاہر و باطن ہوگا۔ اُس مہدی کے بارے میں جسقدر حدیثیں ہیں وہ سب موضوع اور غلط اور نادرست ہیں۔ یعنے میں ان کو نہیں مانتا۔ دیکھو محمد حسین کی فہرست انگریزی**۔ مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء جس کو ابھی محمد حسین نے **پوشیدہ** طور پر شایع کیا ہے اور **گورنمنٹ عالیہ انگریزی** کو یہہ جتلانا چاہا ہے کہ میں اس مہدی کے آنے سے منکر ہوں۔ سو محمد حسین کا یہہ وہ عقیدہ ہے جسکے لئے مولویوں سے فتوے طلب کیا گیا تھا۔ اور اُنہوں نے اس عقیدہ والے کو **کافر اور کذاب اور دجال اور مفتری** قرار دیا۔ اور خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کو اپنے ہاتھوں سے پورا کیا۔ محمد حسین نے نہایت پوشیدہ طور پر یہہ اپنا عقیدہ گورنمنٹ پر ظاہر کیا تھا۔ مگر خدا نے اُسکا پردہ پھاڑا۔ یہہ شخص یعنے محمد حسین دوسرے مولویوں کو یہی کہتا ہے کہ میں تمہارا ہی ہم عقیدہ ہوں۔ اور گورنمنٹ پر یہہ ظاہر کرتا ہے کہ میں ان حدیثوں کو نہیں مانتا۔ اور ظاہر ہے کہ دو **مختلف اور متناقض عقیدے** ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے لہٰذا یقیناً یہی سچ ہے کہ جو عقیدہ اُسنے اب انگریزی رسالہ میں گورنمنٹ کے سامنے ظاہر کیا ہے یہی اسکا عقیدہ ہے سو اسکی رُو سے **کفر کا فتوے اُس پر لگ گیا**۔ کیونکہ جبکہ محمد حسین کے نزدیک وہ تمام حدیثیں جو مہدی کے آنے کے متعلق ہیں موضوع اور غلط اور جھوٹی ہیں جیسا کہ وہ بطور احسان نمائی کے گورنمنٹ برطانیہ پر ظاہر کرتا ہے۔ تو بلاشبہ اس منافق کا یہی مذہب ہے کہ ایسا مہدی ہرگز نہیں آئے گا۔ **تو اس صورت میں اُن مولویوں کا یہہ فتویٰ اُس پر بلاشبہ وارد ہو گیا کہ وہ کافر اور کذاب اور دجال اور مفتری اور دائرہ اسلام سے خارج**۔ لیکن ایک قلمی تحریر جو مولوی **احمد اللہ امرتسری** سے میرے ایک دوست کو ملی ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس فہرست انگریزی سے پہلے مولوی محمد حسین نے مولوی احمد اللہ کے آگے ایک تقریب پر اشارۃً یہہ ظاہر کر دیا تھا جس سے یہی معنے نکلتے تھے کہ اب میں نے اعتقاد انکار مہدی سے رجوع کر لیا ہے ٭ یہہ تحریر جو مولوی احمد اللہ صاحب سے ملی ہے ثابت کرتی ہے کہ یہہ شخص بہت ہی **فریبی** اور دھوکہ دہ آدمی ہے۔ کیونکہ اس رجوع کے بعد پھر اس نے یہی اعتقاد انکار مہدی گورنمنٹ پر ظاہر کیا۔ اور ثابت ہوا

٭ اس جگہہ ہم رقعہ دستخطی مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری کو اطلاع ناظرین کے لئے ذیل میں لکھتے ہیں جس میں مولوی احمد اللہ صاحب نے محمد حسین کے اعتقاد مہدی کی نسبت بدظن ہوکر اُس سے دریافت کیا تھا۔ وہ رقعہ یہہ ہے۔ "۹ ذیقعد ۱۳۱۳ھ کے مطابق ۵ مئی کو میرے سامنے مولوی محمد حسین صاحب نے میرے طلب پر صاف ظاہر کیا کہ میں حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کا معتقد ہوں (یعنے اب معتقد ہو گیا ہوں۔ مانتا ہوں جو وہ سوا حضرت مسیح علیہ السلام کے ہیں۔ جن کے بعد حضرت مسیح آوینگے" (منہ)

تمام تحریریں گورنمنٹ انگریزی کو دہوکہ دینے کے لئے اُسنے شایع کی ہیں۔ اس خیال سے کہ گورنمنٹ ایسے لوگوں کو خطرناک سمجھتی ہے جو ایسے مہدی کے آنیکا اعتقاد رکھتے ہیں۔ لیکن بلاشبہ اُسنے یہہ سخت فریب کی کارروائی کی ہے۔ اور یہہ اُن شریف اور نیک طینت انسانوں کا کام نہیں ہے جن کا ظاہر و باطن ایک ہوتا ہے۔ ہاں ہم یہہ بھی کہتے ہیں کہ بلاشبہ سچا اور صحیح اعتقاد یہی ہے کہ ایسے مہدی کے آنے کی نسبت کوئی حدیث صحت کو نہیں پہنچی۔ اور جس قدر صحاح ستہ میں حدیثیں لکھی گئی ہیں اُن میں سے کوئی بھی جرح سے خالی نہیں۔ اور اگر جاہل اور بیوقوف اور خاین اور نام کے مولوی جو دیانت اور ایمانداری اور راستگوئی سے خالی ہیں۔ ایسی مردود اور مجروح حدیثوں کے رد کرنے والے اور ایسے مہدی کی نسبت کافر اور دجال اور کذاب اور مفتری ہونیکا فتویٰ دیں۔ جیسا کہ نذیر حسین اور عبد الجبار اور رشید احمد اور عبد الحق وغیرہ نے فتوے دیا تو یہہ فتوے محض بددیانتی کی راہ سے ہے۔ لیکن محمد حسین نے جس پیمانہ سے ہمیں ناپ کر دیا تھا خدا نے وہی پیمانہ اُسکی ذلت کے لئے اُسکے آگے رکھا۔ تا الہام جزاء سیئة بمثلها کامل طور پر پورا ہو جائے۔

غرض محمد حسین کو صرف یہی سزا نہیں ملی کہ اُسکے دوستوں نے ہی اُسکا نام کافر اور دجال رکھا۔ بلکہ جس تعدی اور زیادتی کے ساتھہ میری نسبت اُسنے فتوے دلائے تھے۔ اسی طرح فتویٰ دینے والوں نے اسکے ساتھہ بھی اپنے فتووں میں تعدی اور زیادتی کی۔ تا دونوں پہلو سے مثل کی شرط پوری ہو جائے جو الہام جزاء سیئة بمثلها میں پائی جاتی تھی۔

ان مولویوں کے لئے جنہوں نے یہہ فتویٰ دیا کہ مہدی معہود سے انکار کرنے والا کافر اور دجال اور مفتری اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ بہتر طریق یہہ ہے کہ ایک جلسہ کر کے اس جلسہ میں محمد حسین کو طلب کریں۔ پھر اگر وہ صاف طور پر اقرار کرے کہ وہ بھی اس خونی مہدی کے آنے کا منتظر ہے جو اسلام کو تلوار کے ذریعہ سے پھیلائیگا۔ تو اُسکی دستخطی تحریر لیکر چھپوا دیں۔ اور یاد رکہیں کہ وہ ہرگز ایسی تحریر نہیں دیگا اگرچہ یہہ لوگ اُسکو ذبح کر دیں۔ کیونکہ یہہ اُسکے دنیوی مقاصد کے برخلاف ہے اور اگر وہ ایسا کرے تو پھر گورنمنٹ کو کیا موںہہ دکہلاوے؟ ابھی تو وہ لکھ چکا ہے کہ وہ تمام حدیثیں جہوٹی ہیں تو پھر اب اُنکو صحیح کیونکر بناوے۔ لہذا ممکن نہیں کہ ایسا کرے پس اگر یہہ علماء جو اُسکو کافر اور دجال اور مفتری اور جہنمی ٹھہرا چکے ہیں بغیر ایسی تحریر شایع کرانے کی اُس سے اختلاط رکہیں اور حسب منشاء اپنے فتووں کے اُسکو کافر اور دجال اور کذاب اور مفتری نہ سمجھیں۔ اور اُسکی ملاقات سے پرہیز نہ کریں۔ تو پھر یہہ خود دجال اور مفتری ہیں۔ لیکن ہم نہایت نیک نیتی سے گورنمنٹ عالیہ کو اس بات کیطرف توجہ دیتے ہیں کہ وہ محمد حسین کے چال چلن سے خبردار رہے۔ اور اُس وقت تک اُسکی حالت کو قابل اعتماد نہ سمجھے جب تک وہ اُن مولویوں سے جو ایسے خطرناک مہدی کے منتظر ہیں۔ بکلی علیحدگی اختیار نہ کرے۔ گورنمنٹ عالیہ سمجھ سکتی ہے کہ کیسا ان لوگوں کا خطرناک عقیدہ ہے۔ کہ ایسے خونی مہدی کے منکر کو کافر قرار دیتے ہیں۔ اور کذاب اور دجال اور مفتری نام رکھتے ہیں۔ اور میں گورنمنٹ کو یقین دلاتا ہوں کہ محمد حسین مذکور کا یہہ کہنا کہ میں ایسے مہدی کے آنیکا قایل نہیں میں ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھتا۔ بالکل منافقانہ پیرایہ میں ہے۔ اور وہ انکار مہدی میں سراسر منافقانہ طریق اختیار کرتا اور گورنمنٹ کو دہوکہ دیتا ہے یہی وجہہ ہے کہ گورنمنٹ دیکھہ لیگی کہ یہہ فتوے جو **منکر مہدی** کی نسبت مولویوں نے لکھا ہے۔ یہہ محمد حسین کی نسبت ہرگز جاری نہیں کیا جاوے گا کیونکہ وہ درپردہ فی الفور اُن کو کہدے گا کہ میں اُس خونی مہدی کے آنے کا قایل ہوں۔ اور پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ اسقدر اختلاف کے ساتھہ کہ وہ مہدی کے آنے سے انکاری ہو اور وہ لوگ اُسکو کافر اور دجال کہیں اور مفتری اور کذاب اور جہنمی اُس کا نام رکہیں اور پھر اُن کا باہمی میل ملاقات جاری رہے۔ بجز اس صورت کے کہ درپردہ ایک ہی اعتقاد پر متفق ہوں وہ تو فتوے میں یہہ بھی لکھ چکے ہیں کہ ایسے آدمی کے ساتھہ کہ اُس خونی مہدی کے آنے کا منتظر نہیں میل ملاقات ہرگز جایز نہیں۔ کیونکہ وہ کافر ہے۔ غرض اب اگر اسکے بعد مولوی محمد حسین کے تعلقات اُن مولویوں کے ساتھہ قایم نہ رہے۔ اور میل ملاقات سب ترک ہو گیا۔ اور ایک دوسرے کو کافر کہنے لگے۔ تب تو اس بات کو مان لیا جائیگا کہ محمد حسین کا گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں یہہ ظاہر کرنا کہ میں اُس مہدی کا آنا نہیں مانتا جو بزعم اہل حدیث خلیفہ اور بادشاہ ہو کر آئے گا۔ اور سخت لڑائیاں کریگا درست اور صحیح ہے۔ لیکن اگر محمد حسین مذکور کا میل ملاقات اُن فتوے دینے والوں سے موقوف نہوا اور بدستور باہم شیر و شکر ہے تو پھر گورنمنٹ عالیہ کو یقینی اور قطعی طور پر سمجھنا چاہیئے کہ اُن کے باہمی تعلقات قایم ہیں۔ اور یہہ سب اُس خونی مہدی کے منتظر ہیں۔

اور عام مسلمانوں کو چاہیئے کہ خدا تعالےٰ سے خوف کر کے اُن مولویوں کے ایسے چال چلن پر غور کریں کہ یہہ ان کے کشتیبان کہلاتے ہیں۔ اور سوچیں کہ کیا ایسے لوگوں کی پیروی کر کے کسی نیکی کی امید ہو سکتی ہے۔ اب ذرا فتوے ہاتھ میں لیکر نذیر حسین کو پوچھیں کہ کیا ہم محمد حسین کو کذاب دجال مفتری کہیں۔ پھر عبد الجبار کے پاس جائیں اور اُس سے دریافت کریں کہ کیا آپ کے فتوے کے مطابق محمد حسین کو ہم کافر قرار دیں؟ اور پھر عبد الحق غزنوی کو بھی اُسی جگہہ مل لیں اور اُس سے پوچھیں کہ کیا تمہارے فتوے کی رو سے ہم محمد حسین کو جہنمی اور ناری کہا کریں۔ اور پھر ذرا تکلیف اُٹھا کر اُسی جگہہ امرتسر میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے پاس جا ملیں. اور اُن سے دریافت کریں کہ کیا یہہ سچ ہے کہ آپ کا فتوے عبد الحق کے فتوے کے مطابق ہے؟ کیا ہم آیندہ محمد حسین کو جہنمی کہا کریں؟ اور کیا ہم آیندہ محمد حسین کی ملاقات چھوڑ دیں؟ اے مسلمانو! یقیناً سمجھو کہ یہہ وہی مولوی ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈرایا ہے۔ تم ان کو اسی نمونہ سے شناخت کر لو گے۔ کہ بعد اسکے جو اُنہوں نے شیخ محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو کافر اور دجال اور مفتری اور جہنمی قرار دیا۔ پھر کیا حقیقت میں اُس کو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ یا وہ صرف دکھانے کے دانت تھے؟

اب میں وہ استفتاء جس پر ایسے شخص کے کافر اور دجال ہونے کی نسبت مولویوں نے فتوے لکھے ہیں گورنمنٹ عالیہ کے گوش گذار کرنے کے لئے ذیل میں میں لکھتا ہوں۔ تا کہ گورنمنٹ کو یاد رہے کہ یہہ لوگ ان خیالات کے آدمی ہیں فقط

الراقم

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

(۱۰ جنوری ۱۸۹۹ء)

(اسکے بعد وہ فتوے درج کیا ہے جسکو ہم پچھلے نمبر میں درج اخبار کر چکے ہیں۔ ایڈیٹر)

پس اگر ہم محمد حسین کی طرح یہہ اعتقاد رکھیں کہ ہم صرف پولٹیکل طور پر اور ظاہری مصلحت کے لحاظ سے یعنے منافقانہ طور پر انگریزوں کے مطیع ہیں۔ ورنہ دل ہمارے سلطان کے ساتھ ہیں کہ وہ خلیفۃ الاسلام اور دینی پیشوا ہے۔ اُسکے خلیفہ ہونے کے انکار سے اور اُس کی نافرمانی سے انسان کافر ہوجاتا ہے۔ تو اس اعتقاد سے بلاشبہہ ہم گورنمنٹ انگریزی کے چھپے باغی۔ اور خدا تعالےٰ کے نافرمان ٹھہر ینگے۔ تعجب ہے کہ گورنمنٹ ان باتوں کی تہہ تک کیوں نہیں پہنچتی۔ اور ایسے منافق پر کیوں اعتبار کیا جاتا ہے کہ جو گورنمنٹ کو کچھہ کہتا ہے اور مسلمانوں کے کانوں میں کچھہ پھونکتا ہے۔ میں گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں ادب سے التماس کرتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ غور سے اُس شخص کے حالات پر نظر کرے۔ کہ یہہ کیسے منافقانہ طریق پر چل رہا ہے۔ اور جن باغیانہ خیالات میں آپ مبتلا ہے۔ وہ میری طرف منسوب کرتا ہے۔

بالآخر یہہ بھی لکھنا ضروری ہے کہ جسقدر اس شخص نے مجھہ گندی گالیاں دیں اور محمد بخش جعفر زٹلی سے دلائیں اور طرح طرح کے افتراؤں سے میری ذلت کی۔ اس میں میری فریاد جناب الٰہی میں ہے۔ جو دلوں کے خیالات کو جانتا ہے۔ اور جسکے ہاتھ میں ہر ایک کا انصاف ہے میں خدا سے یہی چاہتا ہوں کہ جس قسم کی میری ذلت جھوٹے بہتانوں سے اس شخص نے کی۔ یہانتک کہ گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں مجھے باغی ٹھہرانے کے لئے خلاف واقعہ باتیں بیان کیں۔ وہی ذلت اُس کو پیش آوے۔ میرا یہہ ہرگز مدعا نہیں ہے کہ بجز طریق جزاء سیئۃ بمثلھا کے کسی اور ذلت میں یہہ مبتلا ہو۔ بلکہ میں مظلوم ہونے کی حالت میں یہی چاہتا ہوں کہ جو کچھہ میرے لئے اُسنے ذلت کے سامان کئے ہیں۔ اگر میں اُن تہمتوں سے پاک ہوں تو وہ ذلتیں اُس کو پیش آویں۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ یہہ گورنمنٹ بہت حلیم اور حتے المقدور بہت چشم پوشی کرنے والی ہے۔ لیکن اگر میں بقول محمد حسین باغی ہوں یا جیسا کہ میں نے معلوم کیا ہے خود محمد حسین کے ہی باغیانہ خیالات ہیں۔ تو گورنمنٹ کا فرض ہے کہ کامل تحقیقات کرکے جو شخص ہم دونوں میں سے درحقیقت مجرم ہے اُس کو سزا واقعی سزا دے۔ تا ملک میں ایسی بدی پھیلنے نہ پاوے۔

حفظ امن کے لئے نہایت سہل طریق یہی ہے کہ پنجاب اور ہندوستان کے نامی مولویوں سے دریافت کیا جائے کہ یہہ شخص جو اُن کا سرگروہ اور ایڈووکیٹ کہلاتا ہے اسکے کیا اعتقاد ہیں؟ اور کیا جو کچھہ یہہ گورنمنٹ کو اپنے اعتقاد بتلاتا ہے اپنے گروہ کے مولویوں پر بھی ظاہر کرتا ہے؟ کیونکہ ضروری ہے کہ جن مولویوں کا یہہ سرگروہ اور ایڈووکیٹ ہے اُنکے اعتقاد بھی یہی ہوں جو سرگروہ کے ہیں۔

بالآخر ایک اور ضروری امر گورنمنٹ کی توجہہ کے لئے یہہ ہے کہ محمد حسین نے اپنی اشاعۃ السنہ جلد ۱۸ نمبر ۳۔ صفحہ ۹۵ میں میری نسبت اپنے گروہ کو اُکسایا ہے کہ یہہ شخص واجب القتل ہے پس جبکہ ایک قوم کا سرگروہ میری نسبت واجب القتل ہونے کا فتوے٭ دیتا ہے تو مجھے گورنمنٹ عالیہ کی انصاف سے امید ہے کہ جو کچھہ ایسے شخص کی نسبت قانونی سلوک ہونا چاہیئے۔ وہ بلاتوقف ظہور میں آوے۔ تا اُسکے معتقد ثواب حاصل کرنے کے لئے اقدام قتل کے منصوبے نکریں۔

۲۷؍ دسمبر ۱۸۹۸ء

راقم خاکسار مرزا غلام احمد
از قادیان

نوٹ٭: محمد حسین نے اس قتل کے فتوے کے وقت
یہہ جھوٹا الزام میری پر لگایا ہے کہ گویا میں نے حضرت عیسے
علیہ السلام کی توہین کی ہے اسلئے میں قتل کرنے کے
لایق ہوں مگر یہہ سراسر محمد حسین کا افترا ہے جس حالت
میں مجھے دعوے ہے کہ میں مسیح موعود ہوں
اور حضرت عیسے علیہ السلام سے مجھے مشابہت
ہے تو ہر ایک شخص سمجھہ سکتا ہے کہ
میں اگر نعوذ باللہ حضرت عیسے
علیہ السلام کو برا کہتا تو اپنی
مشابہت اُن سے
کیوں بتلاتا؟
اس سے تو خود
میرا برا ہونا لازم آتا ہے۔ منہ

دلچسپ چٹھیاں
(نمبر ۹)
ایک شیعہ سے خط و کتابت
سوال اول

معنی اہلسنت و الجماعت کیا ہیں۔ یہہ کب سے اختراع ہوا؟ جناب خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ و السلام بھی اہل سنت والجماعت تھے۔ یا آنحضرت صلعم سے اس کی تصدیق پر کچھہ وارد ہوا ہے؟

جواب

اہلسنت والجماعت کا کلمہ چند الفاظ کا مجموعہ ہے جنمیں پہلے اہل کا لفظ ہے۔ یہہ لفظ اہلبیت میں بھی موجود ہے۔ تمہیں ضرور ہے کہ ایک شیعہ اللسان اس لفظ کو خوب جانتا ہوگا بہر حال اسکے معنے ہیں صاحب۔ اور والا۔ اہلبیت کے معنے گھر والا۔ صاحب خانہ۔ پس اہل کے معنے معلوم ہوئے کہ صاحب اور والا کے ہیں۔ دوسرا السنۃ کا لفظ ہے۔ السنۃ السیرۃ والطبیعۃ ومن اللہ حکمہ وامرہ ونہیہ (قاموس اللغۃ)

کلینی کے اصول صفحہ ۳۴ و صفحہ ۳۵۔

علی عن محمد بن عیسے عن یونس عن حماد عن ابی عبد اللہ (جعفر صادق) علیہ السلام قال سمعتہ یقول ما من شیء الا وفیہ کتاب او سنۃ۔ (۵۱)

عن سماعۃ عن ابی الحسن موسیٰ علیہ السلام قال قلت لہ اکل شیء فی کتاب اللہ او سنۃ نبیہ آگے اسکے کلینی صفحہ ۴۰ میں ہے عن امیر المومنین علی علیہ السلام۔ السنۃ سنتان سنۃ فی فریضۃ الاخذ بہا ہدی وسنۃ فی غیر فریضۃ الاخذ بہا فضیلۃ وترکہا الی غیر خطیئۃ

تیسرا لفظ السنۃ میں ال ہے جو عہد کا ہے۔ جس کے باعث السنۃ کے معنے سنت اللہ بلکہ سنت النبی کے ہوئے۔ چوتھا لفظ واؤ ہے (اہل السنت والجماعۃ) اسکے معنے ہیں اور۔ پانچواں لفظ الجماعۃ ہے۔ جماعۃ کے معنے گروہ اور اکٹھے ہوگئے کے ہیں۔ یہہ لفظ جماعۃ کا قرآن کی اس آیت میں ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا

(باقی آئندہ)

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر ✣ نہ رہے کوئی لاولد مضطر ✣ اعنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر ✣ لعل دُرِ یتیم سے بڑھکر

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین امرتسر

اظہار بشارت: ناظرین ذی وقار طرز استہار و اسناد بیشمار سے کامل اطمینان کر سکتے ہیں ✣ اور ٹھگنا جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راستبازی سے کام ہے۔ مرد میدان بن کر آئیں۔ شرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا۔ اور سچوں کو جھوٹا نہ بنائیں۔

معیار صداقت: بالشرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے جسکو اسپر بھی یقین نہ آوے۔ وہ مچلکہ لکھوا سکے۔ اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و ہرمانہ لو۔ صحت کے طالبو! اولاد کے آرزومندو! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی۔ عام مبارکبادی ہے۔

اس خادم الاطباء کو ۲۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصًا اولاد فرزند نرینہ و حیات مولودہ دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر ع ہر پنج انگشت یکسان نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کو پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار کر دیا تو دیہی ہو گی۔ مگر نمبر اول۔ کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لیجائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دیگر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیگر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے۔ بشرط پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر آمدنی بندہ و فیما بین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو تو مچلکہ شرطیہ لکھا لیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب قرارداد قبول فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کر لو۔ مراد پانے پر دینا کیا گراں ہے فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں سے برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں سکنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں کتاب اسناد کامل فہرست، دیپچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیجکر منگوا لیجئے۔ جن بابو صاحبان نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی۔ انکی تحریریں ملاحظہ فرمایئے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز تکٹ لفوف دبیہ سے واضح ہو گا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود تریاک مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم	نمبر	نام مرض	رقم	نمبر	نام مرض	رقم
			۱۰	قولنج دوری	۵	۱۳	لقوہ	۶
۱	جس کے اولاد نہ ہو	۵ە	۱۱	سوزاک	؏	۱۴	بھگندر	۶
۲	جس کی اولاد چھوٹی مر جاوے	؏	۱۲	سرعت	۶	۱۵	ناسور	۶
۳	جس کے لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوں	؏	۱۳	جریان	۷	۱۶	بواسیر خونی و بادی	؏
۴	جس کا حمل ۶ و ۸ ماہ گر جاوے	؏	۱۴	غلط کاری	؏	۱۷	ادھرنگ	۵ە
۵	کمزوری	۵ە	۱۵	تھنیا	۶	۱۸	ضیق النفس	۵ە
۶	مرگی	؏	۱۶	سفیدی آنکھ	؏	۱۹	آتشک ؏ (۲۰) پیپ ؏ (۲۱) آتشک گلی ہوئی	[illegible]
۷	تپ دق	؏	۱۷	ضعف بصر	۶	(۲۲)	نل رترنا ؏ (۲۳) [illegible] ؏ (۲۴) خضاب ساہ	[illegible]
۸	ضعف باہ	؏	۱۸	سبل	۷	(۲۵)	نزلہ زکام ؏ - (۲۶) لستیل [illegible]	۶
۹	ضعف جگر	۶				(۲۷)	سیاہ بری مجرب ؏ سرسام	؏

المشتہر شیخ حکیم نظام الدین حکیم امرتسر ڈیوڑھی کرمون شفاخانہ یونانی

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست۔ اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کافی تولہ سے، خالص میرہ فی ماشہ عـ۸ روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔ **المشتھر پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں۔ جلن۔ کمزوری نظر۔ ناخونہ یعنی اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم سالکلے صاحب بہادر۔ ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲۔ میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے طیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے۔ آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا ہی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور۔ سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب میاں سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم۔ شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا۔ یعنے ایک دوکاندار مسمی دولال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی اور مریض دعا گو ہے۔ بندہ بھی بصد شکرگذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان بمعہ ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلاتعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈہ۔ ڈسپنسری شملہ

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے۔ ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔
دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان
۶ مارچ ۱۸۹۷ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو لاہور کے الائینس بنک میں مارچ ۱۸۹۸ء کو جمع کیا گیا ہے۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا